سوال

(05) لفظ ''مولانا'' کا استعمال

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سمندری سے نادرخاں لکھتے ہیں کہ جماعت المسلمین والے علماء حضرات کو "مولانا" کہنا شرک بتاتے ہیں اوروہ بطورحدیث یہ پیش کرتے ہیں کہ ''کوئی غلام اپنے آقا کے لئے لفظ مولیٰ استعمال نہ کرے کیونکہ تمہارا مولیٰ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے ۔'' (صحیح مسلم ۔کتاب الادب)

کیا واقعی علماء حضرات کو "مولانا" کہنا شرک ہے ؟ قرآن وحدیث کی رو سے اس کی وضاحت فرمائیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عزت واحترام کے پیش نظر علماء حضرات کو "مولانا" یا "مولوی" کہا جاسکتا ہے اورایسا کرنا شرک نہیں ہے، جیسا کہ جماعت المسلمین کی طرف سے یہ تاثر دیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مولیٰ کو غیر اللہ کے لئے استعمال فرمایا بلکہ استعمال کی تلقین بھی فرمائی ہے ۔ حدیث میں ہے کہ "تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا دو اپنے رب کو وضو کراؤ، بلکہ اپنے آقا کے لئے "سید" اور "مولیٰ" کہا جائے ۔ (صحیح بخاری :کتاب العتق)

اس حدیث کی رو سے غیر اللہ کے لئے لفظ "سید" کا استعمال بھی جائز معلوم ہوتا ہے جو صرف اعلیٰ اورمحترم شخصیت کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔ تو لفظ مولیٰ کا اطلاق تو بالاولیٰ جائز ہونا چاہیے جو اعلیٰ اورادنیٰ دونوں کے لئے مستعمل ہے ۔ علامہ نووی رحمة اللہ علیہ نے پندرہ معانی کے لئے اس کے استعمال کی نشاندہی فرمائی ہے ۔ جن میں آقا ،مالک ،ناصر ،دوست ،آزاد کنندہ اورآزاد کردہ غلام وغیرہ بھی شامل ہیں ۔ حافظ ابن حجر رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں :کہ لفظ مولیٰ ادنیٰ اوراعلیٰ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ سید صرف اعلیٰ اورمحترم ذات کے لئے مخصوص ہے ،جب غیر اللہ کے لئے لفظ سید استعمال ہوسکتا ہے تو غیر اللہ کے لئے لفظ مولیٰ کے استعمال پر کراہت کی کوئی معقول وجہ نہیں ۔ (فتح الباری :5/180)

مذکورہ بالا سوال میں ذکرکردہ الفاظ ایک طویل حدیث کا حصہ ہیں بلکہ اصل حدیث میں اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں ،حدیث کا متن یوں ہے کہ ''تم میں کوئی اپنے غلام کو "عبدی " نہ کہے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو ،چاہیے کہ میرا نوکر یا میرا خدمتگار کے الفاظ کہے جائیں اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو "ربی " نہ کہے بلکہ اسے "سیدی " کہنا چاہیے ۔'' (صحیح مسلم :کتاب الالفاظ من الادب)

یہ حدیث بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کئی ایک طرق سے مروی ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے :

(1)جریر بن عبد الحمید عن الاعمش، (صحیح مسلم)

(2)عبداللہ بن نمیر عن الاعمش۔ (مسند امام احمد: 2/496)

(3)یعلیٰ بن عبید عن الاعمش۔ (مسند امام احمد: 2/496)

(4)ابو معاویہ محمد بن حازم عن الاعمش۔ (صحیح مسلم)

(5)ابو سعید عبداللہ بن سعید الاشج عن وکیع عن الاعمش۔ (صحیح مسلم)

یہ پانچوں حضرات ثقہ اور بخاری و مسلم کے رجال سے ہیں مؤخر الذکر دو حضرات یعنی ابو معاویہ اور ابو سعید الاشج نے اس روایت میں مذکورہ بالا "اضافہ" نقل کیا ہے جب کہ اول الذ کر تین راوی یعنی جریر، ابن نمیر اور یعلیٰ اس اضافہ کے بغیر نقل کرتے ہیں۔ روایت میں مذکورہ اضافہ کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے متعلق ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔

(1)محدثین کے اصول کے مطابق کہ ثقہ کا اضافہ قبول ہوتا ہے، اس اضافہ کو قبول کیا جائے۔

(2)بیشتر ثقہ راویوں کی مخالفت کی بنا پر اس اضافہ کو شاذ قرار دے کر صرف اصل حدیث کے الفاظ کو تسلیم کیا جائے۔

ہمارے نزدیک مذکورہ اضافہ کے متعلق مؤخر الذکر صورت زیادہ راجح ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "امام مسلم نے حضرت اعمش سے منقول اس روایت کے متعلق اختلاف نقل فرمایا ہے، چند راوی اس اضافہ کو نقل کرتے ہیں جب کہ بعض دوسرے راوی صرف اصل حدیث ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس اضافہ کو روایت سے حذف کر دینا زیادہ صحیح ہے اور علامہ قرطبی کا بھی یہی موقف ہے۔" (فتح الباری: 5/180)

ہم نے اس اضافہ کو شاذ قرار دیا ہے، اس کے درج ذیل دلائل ہیں:

(3)ابو سعید الاشج جب حضرت اعمش سے بواسطہ حضرت وکیع روایت کرتے ہیں تو مذکورہ الفاظ یعنی اضافہ نقل کرتے ہیں جبکہ حضرت وکیع کے دوسرے شاگرد اسے ذکر نہیں کر تے، دوسرے شاگردوں کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "تم میں کوئی بھی اپنے غلام کو "عبدی" نہ کہے بلکہ خدمت گار کہہ کر آواز دے، اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو "ربی" نہ کہے بلکہ وہ سیدی کے الفاظ استعمال کرے۔'' (مسند امام احمد: 2/443)

اس وضاحت سے بلا اضافہ روایت کے محفوظ ہونے کا پہلو واضح ہو جاتا ہے۔

(4)اضافہ والی روایت کی سند یوں ہے: "ابو سعید "الاشج عن وکیع عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب ابو صالح کے علاوہ دوسرے شا گرد اس روایت کو بیان کرتے ہیں تو وہ اس اضافہ کو ذکر نہیں کرتے، ان کی تفصیل یہ ہے:

(1) عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرہ (مسند امام احمد: 2/463)

(2)ہشام عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ (مسند امام احمد: 2/491)

(3)ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ (مسند امام احمد: 2/423)

ان ہر سہ طرق میں مذکورہ بالا اضافہ نہیں ہے، حضرت جریر، ابن نمیر اور یعلیٰ کے ساتھ ان حضرات کو ملانے سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ مذکورہ اضافہ غیر محفوظ ہے۔

ہم نے شروع میں ایک حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ اپنے آقا کو مولیٰ کہا جا سکتا ہے جبکہ اضافہ والی روایت میں اس کی صریح ممانعت ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ایک روایت کو مرجوح قرار دیئے بغیر تطبیق کی کوئی صورت سامنے نہیں آتی۔ محدثین کرام نے اضافہ کے بغیر صرف اصل روایت کو راجح قرار دیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ہم نے اضافہ کو کالعدم قرار دے کر ترجیح کی ایک صورت پیدا کی ہے کیوں کہ دونوں روایات بایں طور متعارض ہیں کہ جمع و تطبیق ناممکن ہے اور تاریخ کا بھی علم نہیں تا کہ ایک کوناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دیا جائے۔ (فتح الباری: 5/180)

اس طرح علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہ راویان حدیث نے حضرت اعمش سے اس لفظ یعنی مولیٰ کو نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے بعض ذکر کرتے ہیں جبکہ کچھ دوسرے ذکر نہیں کرتے، ہمارے نزدیک اس اضافہ کا حذف کر دینا زیادہ صحیح ہے۔ (شرح نووی 2/238 طبع ہند)

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں ان دو ثقہ راویوں ابو معاویہ اور ابو سعید الاشج کا یہ اضافہ شاذ اور غیر محفوظ معلوم ہوتا ہے اور انہی الفاظ پر ممانعت کی بنیاد ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:29